فضیلت ان کے لئے ہے جو متقی ہیں۔ (نہج البلاغہ)

خطبة المتقين

از نہج البلاغہ

متقیوں کی ایک سو دس صفات و فضائل

ترجمہ

علامہ مفتی جعفر حسین اعلی اللہ مقامہ

مرکز افکار اسلامی

ناشر مرکز افکار اسلامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امیر المؤمنین، امام المتقینؑ کے بکھرے ہوئے علمی جواہر پاروں کو ۴۰۰ ہجری میں علامہ سید رضیؒ نے جمع کرکے ”نہج البلاغہ“ نام رکھا۔اس دور سے آج تک علم کے پیاسے اس سے علمی پیاس بجھا رہے ہیں۔

نہج البلاغہ کیا ہے؟ علی امیر المؤمنینؑ کی معرفت کا بہترین ذریعہ ہے۔

اس میں معرفت پروردگار کی باریکیاں، پیغمبرؐ کی عظمت کا بیان، عقائد کی وضاحت، احکام کی ترغیب، قرآن کی تفسیر، سیاست کے اصول اور زندگی کے دستور ہیں۔اور اس جیسے درجنوں دیگر موضوعات۔

نہج البلاغہ میں کئی دنیائیں ہیں۔زہد و تقوی کی دنیا، عبادت و عرفان کی دنیا، حکمت و فلسفہ کی دنیا، پند و نصائح کی دنیا، حماسہ و شجاعت کی دنیا۔

حقیقت یہ ہے کہ نہج البلاغہ علوم و معارف کا ایک دریائے بیکراں ہے جس کی موجیں آج بھی علم کے پیاسوں کو ”سلونی“ کی صدائیں دے رہی ہیں۔

امیر المؤمنینؑ کی زندگی میں یہ تمنا رہی اور یقینا اب بھی باقی ہے۔جس کا اظہار آپ اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:”اے کمیل یہاں علم کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے۔کاش! اس کے اٹھانے والے مجھے مل جاتے“۔(کلمات قصار:۱۴۷)

پھر امامؑ فرماتے ہیں: نصیحت کی پیش کش کرنے والے کا نصیحت کا ہدیہ قبول کرو اور اپنے دلوں میں اُس کی گرہ باندھ لو“۔(خطبہ:۱۱۹)

امامؑ اپنے مقام اور موعظہ کو عجب الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:”اے لوگو! میں نے تمہیں اسی طرح نصیحتیں کی ہیں جس طرح انبیاء اپنی امتوں کو کرتے چلے آئے ہیں“۔(خطبہ:۱۸۰)

امامؑ نے ان مواعظ کو ہم تک اور قیامت تک کے افراد تک پہنچانے کی وصیت فرمائی ہے۔زندگی کے آخری لحظات میں امام حسنؑ و امام حسینؑ کو فرمایا:”میں آپ کو، اپنی

تمام اولاد کو، اپنے خاندان کو اور جن جن تک میری یہ تحریر پہنچے سب کو وصیت کرتا ہوں"۔ (وصیت: ۴۷)

نہج البلاغہ کی صورت میں یہ وصیتیں و تحریریں ہم تک پہنچ چکی ہیں۔ اور امامؑ نے ان نصیحتوں پر توجہ نہ دینے والوں کو بھی متنبہ فرما دیا: "تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ مہربان، باخبر اور تجربہ کار ناصح کی مخالفت کا ثمرہ حسرت و ندامت ہوتا ہے"۔ (خطبہ: ۳۵)

امامؑ کی ان تعلیمات میں سے ایک مشہور بیان "خطبۃ المتقین" ہے۔ جو خطبہ ہمام کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے اور نہج البلاغہ میں یہ خطبہ نمبر ۱۹۱ ہے۔ امام المتقینؑ نے اس خطبہ میں ہمام نامی صحابی کے کہنے پر یہ خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں متقیوں کی ایک سو دس صفات و فضائل بیان فرمائے۔ گویا امامؑ نے واضح فرمایا کہ وہ متقی کن صفات کا حامل ہوتا ہے جس کا میں امام ہوں۔ اور اگر کوئی متقی کے مقام کو پانا چاہتا ہے تو اسے کن مراحل کو طے کرنا ہوگا اور اگر کوئی خود کو متقی سمجھتا ہے تو وہ خود کو کیسے پرکھ سکتا ہے؟۔

بزرگ علماء و متقدمین اپنی اولادوں کو یہ خطبہ یاد کرایا کرتے تھے، اس خطبہ کو الگ اس لئے شائع کیا جا رہا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک امامؑ کا یہ کلام پہنچ سکے۔ آیئے اس خطبہ کو دقت سے پڑھیں، ہوسکے تو یاد کرلیں تاکہ اپنی زندگی میں اسے عملی جامہ پہنائیں، اس کتابچہ کو دوسروں تک پہنچائیں اور اس ذریعہ سے امامؑ کی تعلیمات کو عام کرکے امامؑ کے دل کی تسکین کا سبب بنیں۔

اللہ سبحانہ ہمیں قرآن و اہلبیتؑ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق و سعادت نصیب فرمائے۔

السلام علی من اتباع الھدیٰ

مرکز افکار اسلامی

رُوِیَ اَنَّ صَاحِبًا لِّاَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ علیہ السلام یُقَالُ لَهٗ: «هَمَّامٌ» كَانَ رَجُلًا عَابِدًا، فَقَالَ: يَآ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ صِفْ لِیَ الْمُتَّقِیْنَ حَتّٰی كَاَنِّیْۤ اَنْظُرُ اِلَیْهِمْ، فَتَثَاقَلَ علیہ السلام عَنْ جَوَابِهٖ، ثُمَّ قَالَ: يَا هَمَّامُ! اتَّقِ اللّٰهَ وَ اَحْسِنْ فَ﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ﴾، فَلَمْ یَقْنَعْ هَمَّامٌ بِهٰذَا الْقَوْلِ حَتّٰی عَزَمَ عَلَیْهِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَ اَثْنٰی عَلَیْهِ وَ صَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ثُمَّ قَالَ:

بیان کیا گیا ہے کہ امیر المومنینؑ کے ایک صحابی نے کہ جنہیں ہمام کہا جاتا ہے اور جو بہت عبادت گزار شخص تھے، حضرتؑ سے عرض کیا کہ: یا امیر المومنینؑ! مجھ سے پرہیزگاروں کی حالت اس طرح بیان فرمائیں کہ ان کی تصویر میری نظروں میں پھرنے لگے۔ حضرتؑ نے جواب دینے میں کچھ تامل کیا۔ پھر اتنا فرمایا کہ: اے ہمام! اللہ سے ڈرو اور اچھے عمل کرو کیونکہ "اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی و نیک کردار ہوں"۔ ہمام نے آپؑ کے اس جواب پر اکتفانہ کیا اور آپؑ کو (مزید بیان فرمانے کیلئے) قسم دی جس پر حضرتؑ نے خدا کی حمد و ثنا کی اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا اور یہ فرمایا:

اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰی خَلَقَ الْخَلْقَ حِیْنَ خَلَقَهُمْ غَنِیًّا عَنْ طَاعَتِهِمْ،

اللہ سبحانہ نے جب مخلوقات کو پیدا کیا تو ان کی اطاعت سے بے نیاز اور ان کے گناہوں سے بے خطر ہو کر کارگاہ ہستی

اٰمِنًا مِّنْ مَّعْصِيَتِهِمْ، لِاَنَّهٗ لَا تَضُرُّهٗ مَعْصِيَةُ مَنْ عَصَاهُ، وَ لَا تَنْفَعُهٗ طَاعَةُ مَنْ اَطَاعَهٗ، فَقَسَمَ بَيْنَهُمْ مَعَايِشَهُمْ، وَوَضَعَهُمْ مِنَ الدُّنْيَا مَوَاضِعَهُمْ.

فَالْمُتَّقُوْنَ فِيْهَا هُمْ اَهْلُ الْفَضَآئِلِ: مَنْطِقُهُمُ الصَّوَابُ، وَ مَلْبَسُهُمُ الْاِقْتِصَادُ، وَ مَشْيُهُمُ التَّوَاضُعُ. غَضُّوْا اَبْصَارَهُمْ عَمَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ، وَوَقَفُوْا اَسْمَاعَهُمْ عَلَى الْعِلْمِ النَّافِعِ لَهُمْ. نُزِّلَتْ اَنْفُسُهُمْ مِنْهُمْ فِي الْبَلَآءِ كَالَّتِيْ نُزِّلَتْ فِي الرَّخَآءِ. وَلَوْلَا الْاَجَلُ الَّذِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُمْ لَمْ تَسْتَقِرَّ اَرْوَاحُهُمْ فِيْ

میں انہیں جگہ دی، کیونکہ اسے نہ کسی معصیت کار کی معصیت سے نقصان اور نہ کسی فرمانبردار کی اطاعت سے فائدہ پہنچتا ہے۔اس نے زندگی کا سروسامان ان میں بانٹ دیا ہے اور دنیا میں ہر ایک کو اس کے مناسبِ حال محل و مقام پہ رکھا ہے۔

چنانچہ فضیلت ان کیلئے ہے جو پرہیزگار ہیں کیونکہ ان کی گفتگو جچی تلی ہوئی، پہناوا میانہ روی اور چال ڈھال عجز و فروتنی ہے۔اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے انہوں نے آنکھیں بند کرلیں اور فائدہ مند علم پر کان دھر لئے ہیں۔ ان کے نفس زحمت و تکلیف میں بھی ویسے ہی رہتے ہیں جیسے آرام و آسائش میں۔ اگر (زندگی کی مقررہ) مدت نہ ہوتی جو اللہ نے ان کیلئے لکھ دی ہے تو ثواب کے شوق اور عتاب کے خوف سے ان کی روحیں ان کے

اَجْسَادِهِمْ طَرْفَةَ عَيْنٍ، شَوْقًا اِلَى الثَّوَابِ، وَ خَوْفًا مِّنَ الْعِقَابِ.

جسموں میں چشم زدن کیلئے بھی نہ ٹھہرتیں۔

عَظُمَ الْخَالِقُ فِيْ اَنْفُسِهِمْ، فَصَغُرَ مَا دُوْنَهٗ فِيْ اَعْيُنِهِمْ، فَهُمْ وَ الْجَنَّةُ كَمَنْ قَدْ رَاٰهَا، فَهُمْ فِيْهَا مُنَعَّمُوْنَ، وَهُمْ وَ النَّارُ كَمَنْ قَدْ رَاٰهَا، فَهُمْ فِيْهَا مُعَذَّبُوْنَ.

خالق کی عظمت ان کے دلوں میں بیٹھی ہوئی ہے۔اس لئے کہ اس کے ماسوا ہر چیز ان کی نظروں میں ذلیل و خوار ہے۔ ان کو جنت کا ایسا ہی یقین ہے جیسے کسی کو آنکھوں دیکھی چیز کا ہوتا ہے، تو گویا وہ اسی وقت جنت کی نعمتوں سے سرفراز ہیں اور دوزخ کا بھی ایسا ہی یقین ہے جیسے کہ وہ دیکھ رہے ہیں تو انہیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے وہاں کا عذاب ان کے گردو پیش موجود ہے۔

قُلُوْبُهُمْ مَّحْزُوْنَةٌ، وَ شُرُوْرُهُمْ مَاْمُوْنَةٌ، وَ اَجْسَادُهُمْ نَحِيْفَةٌ، وَ حَاجَاتُهُمْ خَفِيْفَةٌ، وَ اَنْفُسُهُمْ عَفِيْفَةٌ. صَبَرُوْا اَيَّامًا قَصِيْرَةً اَعْقَبَتْهُمْ رَاحَةً

ان کے دل غمزدہ و محزون اور لوگ ان کے شر و ایذا سے محفوظ و مامون ہیں۔ ان کے بدن لاغر، ضروریات کم اور نفس نفسانی خواہشوں سے بری ہیں۔ انہوں نے چند مختصر سے دنوں (تکلیفوں پر) صبر کیا جس کے نتیجہ میں دائمی آسائش

طَوِيْلَةً، تِجَارَةٌ مُّرْبِحَةٌ،
يَسَّرَهَا لَهُمْ رَبُّهُمْ اَرَادَتْهُمُ
الدُّنْيَا فَلَمْ يُرِيْدُوْهَا، وَ
اَسَرَتْهُمْ فَفَدَوْا اَنْفُسَهُمْ
مِنْهَا.

اَمَّا اللَّيْلَ فَصَافُّوْنَ
اَقْدَامَهُمْ، تَالِيْنَ لِاَجْزَاءِ
الْقُرْاٰنِ يُرَتِّلُوْنَهٗ تَرْتِيْلًا،
يُحَزِّنُوْنَ بِهٖ اَنْفُسَهُمْ، وَ
يَسْتَثِيْرُوْنَ بِهٖ دَوَآءَ
دَآئِهِمْ، فَاِذَا مَرُّوْا بِاٰيَةٍ فِيْهَا
تَشْوِيْقٌ رَكَنُوْآ اِلَيْهَا طَمَعًا، وَ
تَطَلَّعَتْ نُفُوْسُهُمْ اِلَيْهَا
شَوْقًا، وَ ظَنُّوْا اَنَّهَا نُصْبُ
اَعْيُنِهِمْ، وَ اِذَا مَرُّوْا بِاٰيَةٍ
فِيْهَا تَخْوِيْفٌ اَصْغَوْآ اِلَيْهَا
مَسَامِعَ قُلُوْبِهِمْ، وَ ظَنُّوْا اَنَّ

حاصل کی۔ یہ ایک فائدہ مند تجارت ہے جو اللہ نے ان کیلئے مہیا کی۔ دنیا نے انہیں چاہا مگر انہوں نے دنیا کو نہ چاہا۔ اس نے انہیں قیدی بنایا تو انہوں نے اپنے نفسوں کا فدیہ دے کر اپنے کو چھڑا لیا۔

رات ہوتی ہے تو اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر قرآن کی آیتوں کی ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرتے ہیں، جس سے اپنے دلوں میں غم و اندوہ تازہ کرتے ہیں اور اپنے مرض کا چارہ ڈھونڈتے ہیں۔ جب کسی ایسی آیت پر ان کی نگاہ پڑتی ہے جس میں (جنت کی) ترغیب دلائی گئی ہو تو اس کے طمع میں ادھر جھک پڑتے ہیں اور اس کے اشتیاق میں ان کے دل بے تابانہ کھنچتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ (پر کیف) منظر ان کی نظروں کے سامنے ہے اور جب کسی ایسی آیت پر ان کی نظر پڑتی ہے کہ جس میں (دوزخ سے) ڈرایا گیا ہو تو اس کی جانب دل کے کانوں کو جھکا

زَفِيْرَ جَهَنَّمَ وَ شَهِيْقَهَا فِيْ اُصُوْلِ اٰذَانِهِمْ، فَهُمْ حَانُوْنَ عَلٰى اَوْسَاطِهِمْ، مُفْتَرِشُوْنَ لِجِبَاهِهِمْ وَ اَكُفِّهِمْ وَ رُكَبِهِمْ، وَ اَطْرَافِ اَقْدَامِهِمْ، يَطْلُبُوْنَ اِلَى اللهِ تَعَالٰى فِيْ فَكَاكِ رِقَابِهِمْ.

وَ اَمَّا النَّهَارَ فَحُلَمَآءُ عُلَمَآءُ، اَبْرَارٌ اَتْقِيَآءُ، قَدْ بَرَاهُمُ الْخَوْفُ بَرْيَ الْقِدَاحِ، يَنْظُرُ اِلَيْهِمُ النَّاظِرُ فَيَحْسَبُهُمْ مَرْضٰى، وَ مَا بِالْقَوْمِ مِنْ مَّرَضٍ، وَ يَقُوْلُ: لَقَدْ خُوْلِطُوْا! وَلَقَدْ خَالَطَهُمْ اَمْرٌ عَظِيْمٌ! لَا يَرْضَوْنَ مِنْ اَعْمَالِهِمُ الْقَلِيْلَ، وَلَا يَسْتَكْثِرُوْنَ الْكَثِيْرَ.

دیتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ جہنم کے شعلوں کی آواز اور وہاں کی چیخ پکار ان کے کانوں کے اندر پہنچ رہی ہے۔ وہ (رکوع میں) اپنی کمریں جھکائے اور (سجدہ میں) اپنی پیشانیاں، ہتھیلیاں، گھٹنے اور پیروں کے کنارے (انگوٹھے) زمین پر بچھائے ہوئے ہیں اور اللہ سے گلوخلاصی کیلئے التجائیں کرتے ہیں۔

دن ہوتا ہے تو وہ (بردبار) دانشمند عالم، نیکوکار اور پرہیزگار نظر آتے ہیں۔ خوف نے انہیں تیروں کی طرح لاغر کر چھوڑا ہے۔ دیکھنے والا انہیں دیکھ کر مریض سمجھتا ہے، حالانکہ انہیں کوئی مرض نہیں ہوتا اور جب ان کی باتوں کو سنتا ہے تو کہنے لگتا ہے کہ ان کی عقلوں میں فتور ہے، (ایسا نہیں) بلکہ انہیں تو ایک دوسرا ہی خطرہ لاحق ہے وہ اپنے اعمال کی کم مقدار سے مطمئن نہیں ہوتے اور زیادہ کو زیادہ نہیں سمجھتے۔

فَهُمْ لِاَنْفُسِهِمْ مُتَّهِمُوْنَ، وَ مِنْ اَعْمَالِهِمْ مُشْفِقُوْنَ، اِذَا زُكِّيَ اَحَدُهُمْ خَافَ مِمَّا يُقَالُ لَهٗ، فَيَقُوْلُ: اَنَا اَعْلَمُ بِنَفْسِيْ مِنْ غَيْرِيْ، وَ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِيْ مِنِّيْ بِنَفْسِيْ! اَللّٰهُمَّ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا يَقُوْلُوْنَ، وَ اجْعَلْنِيْٓ اَفْضَلَ مِمَّا يَظُنُّوْنَ، وَ اغْفِرْ لِيْ مَا لَا يَعْلَمُوْنَ.

وہ اپنے ہی نفسوں پر (کوتاہیوں کا) الزام رکھتے ہیں اور اپنے اعمال سے خوف زدہ رہتے ہیں۔ جب ان میں سے کسی ایک کو (صلاح و تقویٰ کی بنا پر) سراہا جاتا ہے تو وہ اپنے حق میں کہی ہوئی باتوں سے لرز اٹھتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ: میں دوسروں سے زیادہ اپنے نفس کو جانتا ہوں اور میرا پروردگار مجھ سے بھی زیادہ میرے نفس کو جانتا ہے۔ خدایا! ان کی باتوں پر میری گرفت نہ کرنا اور میرے متعلق جو یہ حسن ظن رکھتے ہیں مجھے اس سے بہتر قرار دینا اور میرے ان گناہوں کو بخش دینا جو ان کے علم میں نہیں۔

فَمِنْ عَلَامَةِ اَحَدِهِمْ اَنَّكَ تَرٰی لَهٗ قُوَّةً فِيْ دِيْنٍ، وَ حَزْمًا فِيْ لِيْنٍ، وَ اِيْمَانًا فِيْ يَقِيْنٍ، وَحِرْصًا فِيْ عِلْمٍ، وَ عِلْمًا فِيْ حِلْمٍ، وَقَصْدًا فِيْ غِنًى، وَ خُشُوْعًا فِيْ عِبَادَةٍ، وَ تَجَمُّلًا فِيْ فَاقَةٍ، وَصَبْرًا فِيْ شِدَّةٍ، وَ

ان میں سے ایک کی علامت یہ ہے کہ تم اس کے دین میں استحکام، نرمی و خوش خلقی کے ساتھ دور اندیشی، ایمان میں یقین و استواری، (حصول علم میں طمع) بردباری کے ساتھ دانائی، خوشحالی میں میانہ روی، عبادت میں عجز و نیاز مندی، فقر و فاقہ میں آن بان، مصیبت میں صبر، طلب رزق میں حلال پر نظر،

طَلَبًا فِیْ حَلَالٍ، وَ نَشَاطًا فِیْ هُدًی، وَتَحَرُّجًا عَنْ طَمَعٍ. يَعْمَلُ الْاَعْمَالَ الصَّالِحَةَ وَهُوَ عَلٰی وَجَلٍ، يُمْسِیْ وَ هَمُّهُ الشُّكْرُ، وَ يُصْبِحُ وَ هَمُّهُ الذِّكْرُ. يَبِيْتُ حَذِرًا، وَ يُصْبِحُ فَرِحًا. حَذِرًا لِمَا حُذِّرَ مِنَ الْغَفْلَةِ، وَ فَرِحًا بِمَآ اَصَابَ مِنَ الْفَضْلِ وَالرَّحْمَةِ. اِنِ اسْتَصْعَبَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهٗ فِيْمَا تَكْرَهُ لَمْ يُعْطِهَا سُؤْلَهَا فِيْمَا تُحِبُّ. قُرَّةُ عَيْنِهٖ فِيْمَا لَا يَزُوْلُ، وَ زَهَادَتُهٗ فِيْمَا لَا يَبْقٰی، يَمْزُجُ الْحِلْمَ بِالْعِلْمِ، وَالْقَوْلَ بِالْعَمَلِ.

تَرَاهُ قَرِيْبًا اَمَلُهٗ، قَلِيْلًا زَلَلُهٗ، خَاشِعًا قَلْبُهٗ، قَانِعَةً نَّفْسُهٗ،

ہدایت میں کیف و سرور اور طمع سے نفرت و بے تعلّقی دیکھو گے۔

وہ نیک اعمال بجالانے کے باوجود خائف رہتا ہے۔ شام ہوتی ہے تو اس کے پیش نظر اللہ کا شکر اور صبح ہوتی ہے تو اس کا مقصد یادِ خدا ہوتا ہے۔ رات خوف و خطر میں گزارتا ہے اور صبح کو خوش اٹھتا ہے۔ خطرہ اس کا کہ رات غفلت میں نہ گزر جائے اور خوشی اس فضل و رحمت کی دولت پر جو اسے نصیب ہوئی ہے۔ اگر اس کا نفس کسی ناگوار صورت حال کے برداشت کرنے سے انکار کرتا ہے تو وہ اس کی من مانی خواہش کو پورا نہیں کرتا۔ جاودانی نعمتوں میں اس کیلئے آنکھوں کا سرور ہے اور دارِ فانی کی چیزوں سے بے تعلّقی و بیزاری ہے۔ اس نے علم میں حلم اور قول میں عمل کو سمو دیا ہے۔

تم دیکھو گے کہ اس کی امیدوں کا دامن کوتاہ، لغزشیں کم، دل متواضع اور نفس قانع، غذا قلیل، رویہ بے زحمت، دین

مَنْزُوْرًا اَكْلُهٗ، سَهْلًا اَمْرُهٗ، حَرِيْزًا دِيْنُهٗ، مَيِّتَةً شَهْوَتُهٗ، مَكْظُوْمًا غَيْظُهٗ. اَلْخَيْرُ مِنْهُ مَأْمُوْلٌ، وَ الشَّرُّ مِنْهُ مَأْمُوْنٌ. اِنْ كَانَ فِي الْغَافِلِيْنَ كُتِبَ فِي الذَّاكِرِيْنَ، وَاِنْ كَانَ فِي الذَّاكِرِيْنَ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ. يَعْفُوْ عَمَّنْ ظَلَمَهٗ، وَ يُعْطِيْ مَنْ حَرَمَهٗ، وَ يَصِلُ مَنْ قَطَعَهٗ. بَعِيْدًا فُحْشُهٗ، لَيِّنًا قَوْلُهٗ، غَآئِبًا مُّنْكَرُهٗ، حَاضِرًا مَّعْرُوْفُهٗ، مُقْبِلًا خَيْرُهٗ، مُدْبِرًا شَرُّهٗ فِي الزَّلَازِلِ وَقُوْرٌ، وَ فِي الْمَكَارِهِ صَبُوْرٌ، وَفِي الرَّخَآءِ شَكُوْرٌ. لَا يَحِيْفُ عَلٰى مَنْ يُبْغِضُ، وَلَا يَأْثَمُ فِيْمَنْ يُّحِبُّ. يَعْتَرِفُ بِالْحَقِّ قَبْلَ اَنْ يُشْهَدَ عَلَيْهِ.

محفوظ، خواہشیں مردہ اور غصہ ناپید ہے۔ اس سے بھلائی ہی کی توقع ہو سکتی ہے اور اس سے گزند کا کوئی اندیشہ نہیں ہوتا۔ جس وقت ذکر خدا سے غافل ہونے والوں میں نظر آتا ہے جب بھی ذکر کرنے والوں میں لکھا جاتا ہے، (چونکہ اس کا دل غافل نہیں ہوتا) اور جب ذکر کرنے والوں میں ہوتا ہے تو ظاہر ہی ہے کہ اسے غفلت شعاروں میں شمار نہیں کیا جاتا۔

جو اس پر ظلم کرتا ہے اس سے در گزر کر جاتا ہے، جو اسے محروم کرتا ہے اس کا دامن اپنی عطا سے بھر دیتا ہے، جو اس سے بگاڑتا ہے یہ اس سے بناتا ہے۔ بیہودہ بکواس اس کے قریب نہیں پھٹکتی۔ اس کی باتیں نرم، برائیاں ناپید اور اچھائیاں نمایاں ہیں، خوبیاں اُبھر کر سامنے آتی ہیں اور بدیاں پیچھے ہٹتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ یہ مصیبت کے جھٹکوں میں کوہِ حلم و وقار، سختیوں پر صابر اور خوشحالی میں شاکر رہتا ہے۔

جس کا دشمن بھی ہو اس کے خلاف بے جا زیادتی نہیں کرتا اور جس کا دوست ہوتا ہے اس کی خاطر بھی کوئی گناہ نہیں کرتا۔ قبل اس کے کہ اس کی کسی بات کے خلاف گواہی کی ضرورت پڑے وہ خود ہی

لَا يُضَيِّعُ مَا اسْتُحْفِظَ، وَ لَا يَنْسٰى مَا ذُكِّرَ، وَ لَا يُنَابِزُ بِالْاَلْقَابِ، وَلَا يُضَارُّ بِالْجَارِ، وَلَا يَشْمَتُ بِالْمَصَآئِبِ، وَ لَا يَدْخُلُ فِي الْبَاطِلِ، وَلَا يَخْرُجُ مِنَ الْحَقِّ.

حق کا اعتراف کر لیتا ہے۔ امانت کو ضائع و برباد نہیں کرتا، جو اسے یاد دلایا گیا ہے اسے فراموش نہیں کرتا۔ نہ دوسروں کو برے ناموں سے یاد کرتا ہے نہ ہمسایوں کو گزند پہنچاتا ہے، نہ دوسروں کی مصیبتوں پر خوش ہوتا ہے، نہ باطل کی سرحد میں داخل ہوتا ہے اور نہ جادۂ حق سے قدم باہر نکالتا ہے۔

اِنْ صَمَتَ لَمْ يَغُمَّهٗ صَمْتُهٗ، وَ اِنْ ضَحِكَ لَمْ يَعْلُ صَوْتُهٗ، وَ اِنْ بُغِيَ عَلَيْهِ صَبَرَ حَتّٰى يَكُوْنَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِیْ يَنْتَقِمُ لَهٗ. نَفْسُهٗ مِنْهُ فِیْ عَنَآءٍ، وَ النَّاسُ مِنْهُ فِیْ رَاحَةٍ. اَتْعَبَ نَفْسَهٗ لِاٰخِرَتِهٖ، وَ اَرَاحَ النَّاسَ مِنْ نَّفْسِهٖ.

اگر چپ سادھ لیتا ہے تو اس خاموشی سے اس کا دل نہیں بجھتا اور اگر ہنستا ہے تو آواز بلند نہیں ہوتی۔ اگر اس پر زیادتی کی جائے تو سہ لیتا ہے، تاکہ اللہ ہی اس کا انتقام لے۔ اس کا نفس اس کے ہاتھوں مشقت میں مبتلا ہے اور دوسرے لوگ اس سے امن و راحت میں ہیں۔ اس نے آخرت کی خاطر اپنے نفس کو زحمت میں اور خلق خدا کو اپنے نفس (کے شر) سے راحت میں رکھا ہے۔

بُعْدُهٗ عَمَّنْ تَبَاعَدَ عَنْهُ زُهْدٌ وَّ نَزَاهَةٌ، وَ دُنُوُّهٗ مِمَّنْ دَنَا مِنْهُ لِيْنٌ وَّ رَحْمَةٌ، لَيْسَ

جن سے دوری اختیار کرتا ہے تو یہ زہد و پاکیزگی کیلئے ہوتی ہے اور جن سے قریب ہوتا ہے تو یہ خوش خلقی و رحم دلی کی بنا پر ہے۔ نہ اس کی دوری غرور و کبر کی وجہ

تَباعُدُهٗ بِكِبْرٍ وَّ عَظَمَةٍ، وَ لَا دُنُوُّهٗ بِمَكْرٍ وَّ خَدِيْعَةٍ.

قَالَ: فَصَعِقَ هَمَّامٌ صَعْقَةً كَانَتْ نَفْسُهٗ فِيْهَا.

فَقَالَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عليه السلام اَمَا وَاللهِ! لَقَدْ كُنْتُ اَخَافُهَا عَلَيْهِ. ثُمَّ قَالَ:

هٰكَذَا تَصْنَعُ الْمَوَاعِظُ الْبَالِغَةُ بِاَهْلِهَا.

فَقَالَ لَهٗ قَآئِلٌ:

فَمَا بَالُكَ يَآ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ؟

فَقَالَ عليه السلام:

وَيْحَكَ! اِنَّ لِكُلِّ اَجَلٍ وَّقْتًا لَّا يَعْدُوْهُ، وَ سَبَبًا لَّا يَتَجَاوَزُهٗ، فَمَهْلًا، لَا تَعُدْ لِمِثْلِهَا، فَاِنَّمَا نَفَثَ الشَّيْطٰنُ عَلٰى لِسَانِكَ!.

سے اور نہ اس کا میل جول کسی فریب اور مکر کی بنا پر ہوتا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ ان کلمات کو سنتے سنتے ہمام پر غشی طاری ہوئی اور اسی عالم میں اس کی روح پرواز کر گئی۔

امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ:

”خدا کی قسم! مجھے اس کے متعلق یہی خطرہ تھا“۔ پھر فرمایا کہ:

”موثر نصیحتیں نصیحت پذیر طبیعتوں پر یہی اثر کیا کرتی ہیں“۔

اس وقت ایک کہنے والے نے کہا کہ:

یا امیر المومنینؑ! پھر کیا بات ہے کہ خود آپؑ پر ایسا اثر نہیں ہوتا؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ:

”بلاشبہ موت کیلئے ایک وقت مقرر ہوتا ہے کہ وہ اس سے آگے بڑھ ہی نہیں سکتا اور اس کا ایک سبب ہوتا ہے جو کبھی ٹل نہیں سکتا۔ایسی (بے معنی) گفتگو سے جو شیطان نے تمہاری زبان پر جاری کی ہے، باز آؤ اور ایسی بات پھر زبان پر نہ لانا“۔

نہج البلاغہ کے اس خطبہ ۱۹۱ میں امام المتقینؑ
نے متقیوں کے ایک سو دس صفات وفضائل
بیان فرمائے۔
یہ خطبہ متقیوں کی زندگی کا مکمل دستور العمل
ہے اور ان صفات کو اپنی زندگی میں اپنا کر
حقیقی شیعۂ امیر المومنینؑ بنا جا سکتا ہے۔

مرکز افکار اسلامی